32

امیرِ اہلسنت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا
محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

باحیا نوجوان

پیشکش:
شہزادۂ عطار حاجی احمد رضا قادری رضوی عطاری مدظلہ العالی

4921389-90-91
2201479, 2314045-2203311
Email: maktaba@dawateislami.net
www.dawateislami.net / www.dawateislami.org

مکتبۃ المدینہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

باحیا نوجوان

﴿یہ بیان امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ نے تبلیغِ قرآن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک، دعوتِ اسلامی کے تین روزہ سنّتوں بھرا اجتماع (سندھ) کیم محرم الحرام ۱۴۲۵ھ صحرائے مدینہ میں باب المدینہ کراچی میں فرمایا۔ ضروری ترمیم کے ساتھ تحریراً حاضرِ خدمت ہے۔ احمد رضا ابن عطاری عفی عنہ﴾

اگر آپ باحیا کی بَرکتیں لوٹنا چاہتے ہیں تو یہ رِسالہ اوّل تا آخر پورا پڑھ لیجئے۔

شفاعت کی بشارت

حضرتِ سیِّدُنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے رِوایت ہے کہ میٹھے میٹھے مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ''جو شخص صبح و شام مجھ پر دس دس بار دُرود شریف پڑھے گا بروزِ قیامت میری شَفاعت اُسے پہنچ کر رہے گی۔'' (مَجْمَعُ الزَّوائِد)

صَلّوا علی الحبیب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

باحیا نوجوان

بَصرہ میں ایک بُزُرگ رحمۃ اللہ علیہ ''مِسکی'' کے نام سے مشہور تھے۔ ''مُشک'' کو عَرَبی میں ''مِسک'' کہتے ہیں۔ لہٰذا مِسکی کے معنٰی ہوئے ''مُشکبار'' یعنی مُشک کی خوشبو میں بسا ہوا۔ وہ بُزُرگ رحمۃ اللہ علیہ ہر وقت مُشکبار و خوشبودار رہا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جس راستے سے گُزر جاتے وہ راستہ بھی مہک اُٹھتا۔ جب داخلِ مسجد ہوتے تو اُن کی خوشبو سے لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ حضرتِ مِسکی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے ہیں۔ کسی نے عرض کیا، حضور! آپ کو خوشبو پر کثیر رقم خرچ کرنی پڑتی ہوتی۔ فرمایا، ''میں نے نہ کبھی خوشبو خریدی، نہ لگائی۔ میرا واقعہ عجیب و غریب ہے،

میں بغدادِ مُعلّٰی کے ایک خوشحال گھرانے میں پیدا ہوا۔ جس طرح اُمَراء اپنی اولاد کو تعلیم دِلواتے ہیں میری بھی اسی طرح تعلیم ہوئی۔ میں بہت خوبصورت اور باحیا تھا۔ میرے والِد صاحِب سے کسی نے کہا، ''اسے بازار میں بٹھاؤ تا کہ یہ لوگوں سے گھل مل جائے اور اس کی حیا کچھ کم ہو۔'' چُنانچہ مجھے ایک بزّاز (یعنی کپڑا بیچنے والے) کی دُکان پر بٹھا دیا گیا۔ ایک روز ایک بُڑھیا نے کچھ قیمتی کپڑے نکلوائے، پھر بزّاز (یعنی کپڑے والے) سے کہا، ''میرے ساتھ کسی کو بھیج دو، تا کہ جو پسند ہوں انہیں لینے کے بعد قیمت اور بقیہ کپڑے واپَس لائے۔ بزّاز (بز۔زاز) نے مجھے اس کے ساتھ بھیج دیا۔ بُڑھیا مجھے ایک عظیم الشان محل میں لے گئی اور آراستہ کمرے میں بھیج دیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک زیورات سے آراستہ خوش لباس جوان لڑکی تخت پر بچھے ہوئے

مُنَقَّش (مُ۔نَق۔قَش) قالین پر بیٹھی ہے، تخت و فرش سب کے سب زَرّیں ہیں اور اس قدر نفیس کہ ایسے میں نے کبھی نہیں دیکھے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی اُس لڑکی پر شیطان غالِب آیا اور وہ ایک دَم میری طرف لپکی اور چھیڑ خانی کرتے ہوئے ''مُنہ کالا'' کروانے کے دَرپے ہوئی۔ میں نے گھبرا کر کہا، ''اللہ عزّ وجلّ سے ڈر!'' مگر اُس پر شیطان پوری طرح مُسَلَّط تھا۔ جب میں نے اُس کی ضِد دیکھی تو گناہ سے بچنے کی ایک تجویز سوچ لی اور اُس سے کہا، مجھے اِستِنجاء خانے جانا ہے۔ اُس نے آواز دی تو چاروں طرف سے لونڈیاں آگئیں، اُس نے کہا، ''اپنے آقا کو بیتُ الخَلاء میں لے جاؤ۔'' میں جب وہاں گیا تو بھاگنے کی کوئی راہ نظر نہیں آئی، مجھے اس عورت کے ساتھ ''منہ کالا'' کرتے ہوئے اپنے ربّ عزّ وجلّ سے حیا آرہی تھی اور مجھے عذابِ جہنّم کے خوب کا غَلَبہ تھا۔ چُنانچِہ ایک ہی راستہ نظر آیا وہ یہ کہ میں نے اِستِنجاء خانے کی نَجاست سے اپنے ہاتھ مُنہ وغیرہ سان لئے اور خوب آنکھیں نکال کر اُس کنیز کو ڈرایا جو باہر رومال اور پانی لئے کھڑی تھی، میں جب دیوانوں کی طرح چیختا ہوا اس کی طرف لپکا تو وہ ڈر کر بھاگی اور اس نے پاگل، پاگل کا شور مچادیا۔ سب لونڈیاں اکٹھی ہوگئیں اور انہوں نے مل کر مجھے ایک ٹاٹ میں لپیٹا اور اُٹھا کر ایک باغ میں ڈال دیا۔ میں نے جب یقین کر لیا کہ سب جاچکی ہیں تو اُٹھ کر اپنے کپڑے اور بدن کو دھو کر پاک کر لیا اور اپنے گھر چلا گیا مگر کسی کو یہ بات نہیں بتائی۔ اُسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے ''کیا تم مجھے جانتے ہو؟'' میں نے کہا، ''نہیں'' تو انہوں نے کہا، ''میں جبریئل (علیہ السلام) ہوں'' اسکے بعد انہوں نے میرے مُنہ اور جِسم پر اپنا ہاتھ پھیر دیا۔ اُسی وَقت سے میرے جِسم سے مُشک کی بہترین خوشبو آنے لگی۔ یہ حضرتِ سیِّدُنا جبریئل علیہ السلام کے دستِ مبارک کی خوشبو ہے۔'' (روض الرّیاحین)

حیاء کسے کہتے ہیں؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے دیکھا! **باحیا نوجوان**، اللہ ربُّ العزّت عزّ وجلّ کی خَشْیَت (خَ۔شْ۔یَت) اور گناہوں سے نفرت کی بَرَکت سے معصیت سے اپنی حفاظت میں کامیاب ہوگیا۔ معلوم ہوا کہ گناہوں سے بچنے میں حیاء بہُت ہی مُؤثِّر ہے۔ حیاء کے معنیٰ ہیں ''عیب لگائے جانے کے خوف سے جھینپنا۔'' اس سے مُراد ''وہ وَصف ہے جو ان چیزوں سے روک دے جو اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے نزدیک ناپسندیدہ ہوں۔'' لوگوں سے شرما کر کسی ایسے کام سے رُک جانا جو اُن کے نزدیک اچھا نہ ہو ''مخلوق سے حیاء'' کہلاتا ہے۔ یہ اچھی بات ہے کہ عام لوگوں سے حیاء کرنا دُنیاوی بُرائیوں سے بچائے گا اور عُلَماء اور صُلَحاء سے حیا کرنا دینی بُرائیوں سے باز رکھے گا۔ مگر حیاء کے اچھا ہونے کے لئے ضَروری ہے کہ مخلوق سے شرمانے میں خالق عزّ وجلّ کی نافرمانی نہ ہوتی ہو اور نہ کسی کے حُقُوق کی ادائیگی میں وہ حیاء رُکاوٹ بن رہی ہو۔ ''اللہ تعالیٰ سے حیاء'' یہ ہے کہ اُس کی ہَیبت و جلال اور اس کا خوف دِل میں بٹھائے اور ہر اُس کام سے بچے جس سے اُس کی ناراضگی کا

اندیشہ ہو۔ حضرتِ سیِّدُنا شِہابُ الدّین سُہروردی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ''اللہ عزوجل کے عظمت وجلال کی تعظیم کے لئے روح کو جھکانا حیاء ہے۔'' اور اِسی قَبِیل (قسم) سے حضرتِ سیِّدُنا اِسرافیل علیہ السلام کی حیاء ہے جیسا کہ وارِد ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے حیاء کی وجہ سے اپنے پَروں سے خود کو چھپائے ہوئے ہیں۔ (مِرْقَاةُ الْمَفَاتِیح)

سب سے بڑا باحیاء اُمّتی

حضرتِ سیِّدُنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی حیاء بھی اِسی قسم سے ہے جیسا کہ آپ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے، ''میں بند کمرے میں غُسل کرتا ہوں تو اللہ عزوجل سے حیاء کی وجہ سے سِمَٹ جاتا ہوں۔ (اَیضاً) ''اِبنِ عساکر'' نے حضرتِ سیِّدُنا ابُو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ''حیا ایمان سے ہے اور عثمان رضی اللہ عنہ میری اُمّت میں سب سے بڑھ کر حیا کرنے والے ہیں۔'' (الجامع الصغیر)

یاالٰہی! دے ہمیں بھی دولت شرم و حیا　　حضرتِ عثماں غنی باحیا کے واسطے

صلّوا علی الحبیب!　　صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحمَّد

حیاء کی قسمیں

فقیہ ابواللَّیث سَمَرقندی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''حیاء کی دو قِسمیں ہیں: (۱) لوگوں کے مُعاملہ میں حیاء (۲) اللہ عزوجل کے مُعاملہ میں حیاء۔ لوگوں کے مُعاملہ میں حیاء کرنے کا مطلب یہ ہے کہ تو اپنی نظر کو حرام کردہ اشیاء سے بچا اور اللہ عزوجل کے مُعاملے میں حیاء کرنے سے مُراد یہ ہے کہ تو اُس کی نعمت کو پہچان اور اُس کی نافرمانی کرنے سے حیاء کر۔'' (تَنبِیہُ الغافِلین)

فطری اور شرعی حیاء

فِطری و شَرعی (شَر۔عی) اعتبار سے بھی حیاء کی تقسیم کی گئی ہے۔ فطری حیاء وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ہر جان میں پیدا فرمایا ہے اور یہ پیدائشی طور پر ہر شخص میں ہوتی ہے اور شرعی حیاء یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اپنی کوتاہیوں پر غور کرکے نادِم وشرمندگی اور اللہ تعالیٰ کے خوف کی بِناء پر آئندہ گناہوں سے بچنے اور نیکیاں کرنے کی کوشش کرے۔ عُلماء (ع۔ل۔ماء) فرماتے ہیں کہ ''حیاء ایک ایسا خُلق ہے جو بُرے کام چھوڑنے پر اُبھارے اور حق دار کے حق میں کمی کرنے سے روکے۔''

(رِیاضُ الصّٰلِحین)

حیاء میں تمام اسلامی احکام پوشیدہ ھیں

حیاء کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایک ایسا خُلق ہے جس پر اسلام کا مَدار ہے۔ یعنی لوگوں کے کام یا تو لائق حیاء سے ہوں گے یا حیاء کے خلاف لائقِ حیاء کاموں میں حرام، مکروہ تحریمی، اِساءت اور مکروہِ تنزیہی بمدارِجھا یعنی دَرجہ بہ دَرجہ شامل ہیں اوران کا ترک کرنا مشرُوع (یعنی موافقِ شَرعی) ہے اور وہ کام جو خلافِ حَیاء ہیں اِن میں فرض، واجب، سنّتِ مؤکدہ اور مُستحب۔ شَرعی طور پر اور مُباح جوازی طور پر داخل ہیں اور یوں حیاء کے ضِمن میں تمام اِسلامی اَحکام آگئے۔ (مِرْقَاۃُ الْمَفَاتِیْح)

حیاء کے احکام

حیاء کبھی فرض وواجِب ہوتی ہے جیسے کسی حرام و ناجائز کام سے حَیاء کرنا کبھی مُستَحَب جیسے مکروہِ تنزیہی سے بچنے میں حیاء اور کبھی مُباح (یعنی کرنا نہ کرنا یکساں) جیسے کسی مُباحِ شَرعی کے کرنے سے حیاء۔

حیاء کا ماحول سے تعلّق

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حیاء کی نَشوونُما میں ماحول اور تربیّت کا بَہُت عمل دَخل ہے۔ حیادار ماحول مُیسر آنے کی صورت میں حیاء کو خوب نِکھار ملتا ہے جبکہ بے حیاء لوگوں کی صحبت قلب ونگاہ کی پاکیزگی سَلب کر کے بے شرم (بے۔شَر۔م) کر دیتی ہے اور بندہ بے شمار غیر اَخلاقی اور ناجائز کاموں میں مُبتلا ہو جاتا ہے اس لئے کہ حیاء ہی تو تھی جو برائیوں اور گناہوں سے روکتی تھی۔ جب حیاء ہی نہ رہی تو اَب بُرائی سے کون روکے؟ بَہُت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو بدنامی کے خوف سے شرما کر بُرائیاں نہیں کرتے مگر جنہیں نیک نامی و بدنامی کی پرواہ نہیں ہوتی ایسے بے حیا لوگ ہر گناہ کر گزرتے، اَخلاقیات کی حُدُود توڑ کر بداَخلاقی کے میدان میں اُتر آتے اور انسانیت سے گرے ہوئے کام کرنے میں بھی ننگ وعار محسوس نہیں کرتے۔

خُلقِ اِسلام

اسلام میں حیاء کو بَہُت اہمیّت (اَہَم۔مِی۔یَت) دی گئی ہے۔ چُنانچہ حدیث شریف میں ہے، ''بے شک ہر دین کا ایک خُلق ہے اور اسلام کا خُلق حیاء ہے۔'' (سُنن ابنِ ماجہ) یعنی ہر اُمّت کی کوئی نہ کوئی خاص خَصلت ہوتی ہے جو دیگر خصلتوں پر غالِب ہوتی ہے اور اسلام کی وہ خصلت حیاء ہے۔ اس لئے کہ حیاء ایک ایسا خُلق ہے جو اَخلاقی اچھائیوں کی تکمیل، ایمان کی مضبوطی کا باعِث اور اس کی علامات میں سے ہے، چُنانچہ

ایمان کی علامت

حضرتِ سیِّدُنا ابوہُریرہ رضی اللہ عنہ سے مَروی ہے کہ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ''ایمان کے ستّر سے زائد شُعبے (علامات) ہیں اور حیاء ایمان کا ایک شُعبہ ہے۔'' (مُسلِم شریف)

حیاء ایمان سے ہے

ایک اور حدیث شریف میں ہے، ''حیاء ایمان سے ہے۔'' (مُسند ابویَعلی)

یعنی جس طرح ایمان مومن کو کُفر کے اِرتِکاب سے روکتا ہے اِسی طرح حیاء باحیا کو نافرمانیوں سے بچاتی ہے۔ یوں مَجازاً اسے ''ایمان سے'' فرمایا گیا۔ جس کی مزید وَضاحت وتائید حضرتِ سیِّدُنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کی اس روایت سے ہوتی ہے، ''بے شک حیاء اور ایمان دونوں آپس میں ملے ہوئے ہیں تو جب ایک اُٹھ جائے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے۔'' (مُستدرک)

کثرت حیاء سے منع مت کرو

حضرتِ سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری کو ملاحظہ فرمایا، جو اپنے بھائی کو کثرتِ حیاء سے مَنع کررہے تھے تو فرمایا، ''اسے چھوڑ دو، بے شک حیاء ایمان سے ہے۔'' (ابو داؤد شریف)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا حیاء جتنی زیادہ ہو اُتنی اچھی ہے۔ مگر افسوس کہ اب بعض لوگ ''حیاء'' کا مذاق اُڑاتے نظر آتے ہیں اور شرمیلے اسلامی بھائی پر ہنستے ہوئے کہتے ہیں یہ تو لڑکی کی طرح شرماتا ہے! یاد رکھئے حیاء میں بھلائی ہی بھلائی ہے۔ چُنانچہ

حیاء خیر ہی خیر ہے

حضرتِ سیدنا عمران بن حُصَین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ العُیوب عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ''حیاء صرف خیر (یعنی بھلائی) ہی لاتی ہے۔'' (مسلم شریف)

وَسوسہ

یہاں یہ وَسوسہ آسکتا ہے کہ بعض اوقات حیاء انسان کو حق بات کہنے، شرعی حُکم دریافت کرنے، نیکی کی دعوت دینے اور اِنفرادی کوشش کرنے وغیرہ مَدَنی کاموں سے روک کر اُسے بھلائی سے محروم کردیتی ہے تو پھر یہ صرف بھلائی نہ لائی!

علاجِ وَسوسہ

جواب یہ ہے کہ حدیثِ پاک میں حیاء کے شرعی معنیٰ مراد ہیں اور حیاءِ شرعی کبھی بھی مَدَنی کاموں سے نہ روکے گی بلکہ ان پر مزید اُبھارے گی۔ ابوداؤد شریف میں ہے، ''حیاء سب کی سب خیر (یعنی بھلائی) ہے۔'' (ابوداؤد)

حیاء سُنّت ہے

تو جو اسلامی بھائی لڑکیوں کی طرح شرمیلا ہو، خدا کی قسم ! وہ قابلِ رشک ہے، اس کے وسیلے سے تو دُعا کرنی چاہئے۔ حضرتِ سیِّدُنا ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ''اللہ کے پیارے نبی مکی مدنی عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم حیاء کرنے میں اُس کنواری لڑکی سے بھی بڑھ کر تھے جو اپنے گھونگھٹ میں ہوتی کہ اگر کسی ایسی چیز کو دیکھتے جو مزاجِ مبارک پر ناگوار گزرتی ہو ہم اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک چہرے سے جان لیتے۔'' (ابنِ ماجه)

دُولھا لڑکیوں کے جُھرمٹ میں

افسوس! صد کروڑ افسوس! جوان لڑکی اب چادر اور چار دیواری سے نکل کر مخلوط تعلیم کی نُحوست میں گرِفتار، ''بوائے فرینڈ'' کے چکّر میں پھنس گئی، اسے جب تک چادر اور چار دیواری میں رہنے کی سعادت حاصل تھی وہ شرمیلی تھی اور اب بھی جو چادر اور چار دیواری میں ہوگی وہ اِنْ شَاءَ اللّٰه عزوجل باحیا ہی ہوگی۔ افسوس! حالات بالکل بدل چکے ہیں، اب تو کنواری لڑکی شادیوں میں خوب ناچتی اور مہندی و مائیوں کی رَسموں وغیرہ میں بے باکانہ بے حیائی کے مظاہَرے کرتی ہے بلکہ کہا جاتا ہے، بعض قوموں میں یہ بھی رَواج ہے کہ دولہا نکاح کے بعد رُخصتی سے قبل نامحرم لڑکیوں کے جُھرمُٹ میں جاتا ہے اور وہ کھینچا تانی و ہنسی مذاق کرتی ہیں یہ سراسر ناجائز و حرام اور جہنَّم میں لے جانے والا کام ہے۔ الغرض آج کی فیشن ایبل لڑکیاں افعال و اَقوال ہر لحاظ سے چادرِ حیاء کو تار تار کر رہی ہیں۔

غیرت رُخصت ہوگئی

شَرعی مسئلہ (مَس۔ءَ۔لَہ) ہے کہ ''اگر نِکاح کا وکیل کنواری لڑکی سے بوقتِ نکاح اجازت لے اور وہ (شرما کر) خاموش رہے تو یہ اِذن مانا جائے گا۔ (اَلدُّرُّالْمُختار) معلوم ہوا کہ پہلے دَور کی لڑکیاں ایسا کرتی ہوں گی جبھی تو ہمارے فُقَہائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے یہ مسئلہ تحریر فرمایا۔ مگر اب تو لڑکیاں اپنے مُنہ سے ''شادی شادی'' کہتیں بلکہ نامَحرموں کے سامنے بھی شادی کے تذکرے کرتے ہوئے نہیں شرماتیں۔ آپ خود ہی بتائیے کہ وہ مُنّا یا مُنّی جو ماں باپ کے پہلو میں بیٹھ کر ٹی۔وی اور وِی۔سی۔آر وغیرہ پر فلمیں ڈرامے، رَقص وسَرود (س۔رو۔د) کے حیاء سوز مناظر اور اَمردوں اور عورتوں کے گندے نخرے دیکھیں گے کیا ان میں شرم وحیاء پیدا ہوگی؟ کیا ان کے بارے میں یہ اُمّید کی جاسکتی ہے کہ وہ بڑے ہو کر مُعاشَرے کے باحیاء و با کردار افراد بنیں گے!

نازُک شیشیاں

میرے آقائے اعلیٰحضرت، ولیِٔ نعمت، امامِ اہلسنّت ، عظیمُ البَرکت، عظیمُ المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدّد دین و ملّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ سُنّت، ماحیٔ بِدعت، عالمِ شرِیعَت ، پیرِ طریقت، باعثِ خَیر وبَرَکت، حضرت علاّمہ مولیٰنا الحاج الحافظ القاری الشّاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رَحمۃ الرَّحمٰن فرماتے ہیں، ''لڑکیوں کو سورۂ یوسف کی تفسیر مت پڑھاؤ بلکہ انہیں سورۂ نُور کی تفسیر پڑھاؤ کہ سورۂ یوسف میں ایک نِسوانی (یعنی عورت کے) مَکر کا ذِکر ہے کہ نازُک شیشیاں ذرا سی ٹھیس سے ٹوٹ جائیں گی۔'' (ملخصا فتاویٰ رضویہ)

لڑکی کو پہلے ہی سے سنبھالئے -----

سورۂ یوسف کی تفسیر پڑھنے کی جن کو مُمانعت ہے صد کروڑ افسوس آج کل وہی لڑکیاں رومانی ناول، غیر اخلاقی افسانے اور عِشقیہ وفِسقیہ مضامین خوب پڑھتی ہیں اور بعض تو لکھتی بھی ہونگی، بیہودہ غزلیں اور گانے سُنتی اور گاتی ہیں۔ ٹی۔وی، وی۔سی۔آر وغیرہ پر فلمیں ڈرامے نہ جانے کیا کیا دیکھتی ہیں (اور جن کی حیاء بالکل رُخصت ہو وہ) اِن میں کام بھی کرتی ہیں۔ فلمیں ڈرامے عِشقیہ مناظر سے پُر ہوتے ہیں۔ ماں باپ اپنی اولاد کو پہلے سے نہیں سنبھالتے اور پھر جب کوئی لڑکی اپنی مرضی سے کسی کے ساتھ ''منسوب'' ہوجاتی ہے تو اب ماں باپ سر پکڑ کر روتے ہیں۔ جو باپ لڑکی کو کالج بھیجتے ہیں، فلمیں ڈرامے دیکھنے سے نہیں روکتے غالِباً ان کی یہ دُنیوی سزا ہوتی ہے، شاید بازی ہاتھ سے نکل چکی اب اُس کی خواہش میں آپ کا رُکاوٹ ڈالنا خودکُشی یا قتل وغارتگری کی نوبت بھی لاسکتا ہے!

مولیٰنا صاحب! مُجرم کون؟

مجھے مکّۂ مکرمہ میں کسی نے پاکستان کی ایک خانماں برباد لڑکی کا خط پڑھنے کو دیا جس میں مضمون کچھ اس طرح تھا، ''ہمارے گھر میں ٹی۔وی پہلے ہی سے موجود تھا، ہمارے ابّو کے ہاتھ میں کچھ پیسے آگئے تو ڈِش انٹینا بھی اُٹھالائے۔ اب ہم ملکی فلموں کے علاوہ غیر ملکی فلمیں بھی دیکھنے لگے۔ میری اسکول کی سہیلی نے مجھے ایک دِن کہا، ''فُلاں ''چینل'' لگاؤ گی تو سیکس اپیل (Sex Appeal) مناظر کے مزے لوٹنے کو ملیں گے۔'' ایک بار جب میں گھر میں اَکیلی تھی تو وہ چینل آن کردیا ''جنسیات'' کے مختلف مناظر دیکھ کر میں جنسی خواہش کے سبب آپے سے باہر ہوگئی، بے تاب ہو کر گھر سے باہر نکلی۔ اِتّفاق سے ایک کار قریب سے گزر رہی تھی جسے ایک نوجوان چلا رہا تھا۔ کار میں کوئی اور نہ تھا، میں نے اُس سے لِفٹ مانگی، اس نے مجھے بٹھالیا۔ یہاں تک کہ میں نے اس کے ساتھ کالا مُنہ کرلیا۔ میری بکارَت (یعنی کنوارپن) زائل ہوگئی، میرے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ لگ گیا،

میں برباد ہوگئی! مولٰینا صاحب! بتایئے مجرم کون؟ میں خود یا میرے ابّو کہ جنہوں نے گھر میں پہلے ٹی۔وی لاکر بسایا اور پھر ڈِش انٹینا بھی لگایا۔"

دِل کے پھپھولے جل اُٹھے سینے کے داغ سے ... اِس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

جنّت سے محروم

جو لوگ باوُجودِ قدرت اپنی عورَتوں اور مَحَارِم کو بے پردَگی سے منع نہ کریں وہ دَیُّوث ہیں۔ رَحْمتِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے، " ثلاثة لا یدخلون الجنة ابدا الدیوث والرجلة من النساء ومدمن الخمر " (التّرغیب والتّرھیب) یعنی "تین شخص کبھی جنّت میں داخِل نہ ہوں گے دیُّوث اور مَردانی وَضع بنانے والی عورَت اور عادی شرابی۔" مردوں کی طرح بال کٹوانے اور مردانہ لباس پہننے والیوں اِس حدیثِ پاک سے عبرت حاصل کریں، چھوٹی بچّیوں کے لڑکوں جیسے بال بنوانے اور انہیں لڑکوں جیسے کپڑے اور ہَیئت وغیرہ پہنانے والے بھی احتیاط کریں۔ حدیثِ پاک میں یہ جو فرمایا گیا کہ "کبھی جنّت میں داخِل نہ ہوں گے" یہاں اِس سے مُراد طویل عرصے تک جنّت میں داخِلے سے محرومی ہے کیوں کہ جو بھی مسلمان اپنے گناہوں کے پاداش میں معاذَ اللہ عزوجل دوزخ میں جائیں گے وہ بالآخر جنّت میں ضَرور داخِل ہوں گے۔ مگر یہ یاد رہے کہ ایک لمحے کا کروڑواں حصّہ بھی جہنّم کا عذاب کوئی برداشت نہیں کرسکتا لہٰذا ہمیں ہر گناہ سے بچنے کی ہر دَم کوشش اور جنّت الفردوس میں بے حساب داخِلے کی دُعا کرتے رہنا چاہیے۔

دَیُّوث کی تعریف

حضرتِ علاّمہ علاؤالدّین حَصْکَفِی علیہ رحمۃ القوی فرماتے ہیں، " دیوث ھو من لا یغار علیٰ امرأته او محرمه " (الدُّرُّالمُختار معہٗ رَدُّالمحتار) یعنی " دَیُّوث " وہ شخص ہوتا ہے جو اپنی بیوی یا کسی مَحرم پر غیرت نہ کھائے۔" معلوم ہوا کہ باوُجودِ قُدرت اپنی زوجہ، ماں، بہنوں اور جوان بیٹیوں وغیرہ کو گلیوں بازاروں، شاپنگ سینٹروں، مخلوط تفریح گاہوں میں گھومنے پھرنے، اجنبی پڑوسیوں، نامحرم رشتے داروں، غیر مَحرم ملازِموں، چوکیداروں ڈرائیوروں سے بے تکلُّفی اور بے پردَگی سے منع (مَن۔ع) نہ کرنے والے سخت اَحمق، بے حیا، دیوث، جنّت سے محروم اور جہنّم کے حقدار ہیں۔ میرے آقا اعلٰیحضرت، امامِ اہلسنّت، مُجدِّدِ دین وملّت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں، "دَیُّوث سخت اَخبث فاسِق (ہے) اور فاسِقِ مُعْلِن کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی اسے امام بنانا حلال نہیں اور اس کے پیچھے نماز پڑھنی گناہ اور پڑھی تو پھیرنا واجِب۔" (فتاویٰ رضویہ) اگر مرد اپنی حیثیت کے مطابق منع کرتا ہے اور وہ نہیں مانتیں تو اس صورت میں اس پر نہ کوئی الزام اور نہ وہ دَیُّوث۔

عورتوں کی اصلاح کا طریقہ

حتَّی الاِمکان بے پردگی وغیرہ کے مُعاملہ میں عورتوں کو روکا جائے ، مگر حکمتِ عملی کے ساتھ، کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ اپنی زوجہ یا ماں، بہنوں پر اس طرح کی سختی کر بیٹھیں جس سے گھر کا امن ہی تہ و بالا ہو کر رہ جائے۔ ضرورتاً میرے بیان کی کیسیٹیں سنائیے جن میں پردہ کا ذِکر ہے۔ بہارِ شریعت حصّہ ۱۶ سے ''دیکھنے اور چھونے کا بیان'' پڑھانا یا پڑھ کر سنانا بھی انتہائی مفید ہے۔ ان کیلئے دِلسوزی کے ساتھ دُعاء بھی فرماتے رہئے۔ خود کو اور اہلِ خانہ کو ہر گناہ سے بچانے کی کُڑھن پیدا کیجئے اور کوشش بھی جاری رکھیں۔

پارہ ۲۸ سورۃُ التّحرِیم کی چھٹی آیتِ کریمہ ارشادِ خداوندی ہے،

یـــایھاالذین امنوا قوآ انفسکم واھلیکم نارًا و قودھا الناس والحجارۃُ (سورۃُ التّحرِیم آیت ٦)

ترجمۂ کنزالایمان : اے ایمان والو اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتّھر ہیں۔

رَحمتِ عالَم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ مُعظّم ہے، ''کلکم راعٍ و کلکم مسئولٌ عن رعیتہٖ'' (صحیح البُخاری) یعنی ''تم سب اپنے مُتَعلِّقین کے سردار و حاکم ہو اور حاکم سے بروزِ قیامت اس کی رَعیّت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔''

شادی میں ناچ رنگ

سمجھ میں نہیں آتا کہ اس بگڑے ہوئے مُعاشرے کا رُخ اللہ اور اس کے محبوب عزّ وجل وصلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی طرف کیسے پھیرا جائے اور اس کو جہنّم کی طرف دوڑے چلے جانے سے روک کر کس طرح جنّت کی سَمت لے جایا جائے! آہ! آہ! آہ! ایسا دَور آچکا ہے گویا ہر کوئی ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر معاذَ اللہ جہنم میں گرنا چاہتا ہے، جیسا کہ شادیوں میں دیکھا جاتا ہے کہ کسی کے پاس اگر رقم کم ہے تو صِرف فلمی گانوں کی ریکارڈنگ پر گُزارا کرتا ہے، اگر جس کے پاس کچھ رقم زیادہ ہے تو شادی کی مُووی بھی بنواتا ہے اور اس سے بھی زِیادہ رقم والا فنکشن (Function) کا بھی اہتمام کرتا ہے۔ جس میں مرد و عورت مُوسیقی کی دُھنوں اور ڈھولک کے شور میں بے ڈھنگے پن سے ناچتے، گاتے ہیں تماشائی خوب اُودھم مچاتے، بیہودہ فقرے بازی کرتے، مزید اس پر ہنستے، قہقہے لگاتے اور زور زور سے تالیاں اور سیٹیاں بجاتے ہیں۔ اس قِسم کی حرکتوں سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ شرم وحیاء کا عُنصر بالکل خَتم ہو چکا، نجی مُعاملات ہوں یا اجتماعی تقریبات، محلّہ ہو یا بازار ہر جگہ شرم وحیاء کا قتلِ عام اور بے حیائی کی دھوم دھام ہے، جس کو دیکھو بڑھ چڑھ کر بے حیائی کا شیدائی نظر آرہا ہے۔

گھریلو بے حیائیاں

ذرا غور فرمایئے! اگر آپ کے گھر کے باہَری دروازے پر کوئی جوان لڑکی اور لڑکا آپس میں ناشائستہ حَرکتیں کر رہے ہوں تو شاید آپ شور مچادیں کہ یہ کیا بے حیائی کر رہے ہو اور بلکہ انہیں مارنے کو دَوڑ پڑیں! اِس میں کوئی شک نہیں کہ یہاں آپ کا غُصّہ حیاء کی وجہ سے ہے۔ لیکن جب آپ کے گھر میں ٹی۔ وی آن کیا جس میں ایک رقّاص اور رقاصہ (Dancers) ناچ رہے ہیں، ایک دوسرے کو اشارے کر رہے ہیں، مٹھور رہے ہی، تب آپ کی حیا کہاں سو جاتی ہے؟ خداعزوجل کے لئے سوچئے! کیا یہ بے حیائی کا منظر نہیں ہے؟ یہ آپ کی کیسی الٹی منطق (مَن طِق) ہے گھر کے باہَر ہو رہا تھا تو آپ نے اسے بے حیائی قرار دیکر احتجاج کیا اور یقیناً وُہی کام گھر کے اندر آپ کی بہو بیٹیوں کی موجودگی میں T.V کے پردۂ سکرین پر ہو رہا ہے تو گویا بے حیائی نہ رہا! توبہ! توبہ! آپ کے سامنے لڑکا اور لڑکی ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ناچ رہے ہیں اور آپ ہیں کہ آنکھیں پھاڑ کر مزے سے دیکھے جا رہے ہیں! اور اس کی داد دے رہے ہیں! آخر اس طرح خداعزوجل کے قہر و غضب کو کب تک اُبھارتے رہیں گے؟

کر لے توبہ ربّ کی رَحمت ہی بڑی　　　قبر میں ورنہ سزا ہوگی کڑی

ذرائعِ ابلاغ

افسوس! ذرائعِ ابلاغ (میڈیا) مثلاً ریڈیو، ٹی۔ وی اور اخبارات وغیرہ سب کے سب مل کر بے حیائی کو فروغ (فَ۔ رُو۔ غ) دینے میں مصروف ہیں۔ جس کی بناء پر ہمارا معاشَرہ تیزی سے فَحاشی، عُریانی و بے حیائی کی آگ کی لپیٹ میں آتا جارہا ہے جس کے سبب خاص کر نئی نسل اَخلاقی بے راہ روی و شدید بے عَمَلی کا شکار ہے۔ فلمیں ڈِرامے، گانے باجے، بیہودہ فنکشنز رَواج پا رہے ہیں۔ ہر گھر سینما گھر اور ہر مجلس نقار خانہ نظر آتی ہے اور بات صِرف یہیں تک مَحدود نہیں رہی بلکہ اب تو ایمان کے بھی لالے پڑے ہیں کہ شیطان کے اِیماء پر کُفّارِ بداطوار نے گانوں میں کُفریہ کلمات کے ایسے ایسے زہر گھول دیئے ہیں جنہیں دِلچسپی سے سننا اور گُنگنانا کُفر ہے۔ کُفریہ گانوں کی معلومات اور ان سے توبہ و تجدیدِ ایمان کا طریقہ جاننے کے لئے میرے سنّتوں بھرے بیان بنام ''گانے باجے کی ہولناکیاں'' کا کیسیٹ ''مکتبة المدینہ'' سے حاصل کر کے سَماعت فرمایئے یہ بیان رسالہ کی صورت میں بھی آچکا ہے صرف تین روپیہ ھدِیّہ دیکر مکتبۃ المدینہ سے حاصل کر کے اس کا مُطالعہ فرمایئے۔ بلکہ زیادہ تعداد میں حاصل کر کے تقسیم کر کے ثواب کمایئے۔

رسولوں عَلَیہِمُ السَّلام کی چار سُنّتیں

نبیوں کے سرور، رسولوں کے افسر، شفیعِ روزِ مَحشر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ''چار چیزیں رسولوں علیہم السلام کی سنّتوں میں سے ہیں۔ (۱) عِطر لگانا (۲) نِکاح کرنا (۳) مسواک کرنا اور (۴) حیاء کرنا'' (مسند امام احمد)

بے حیاء نیک نہیں کہلا سکتا !

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو ! یقیناً ہر رسول، ہر نبی اور ہر وَلی باحیاء (ہی) ہوتا ہے۔ اللہ عزوجل کے مقبول بندے کے بارے میں بے حیائی کا تصوُّر بھی نہیں کیا جاسکتا اور جو بے حیاء ہے وہ ''نیک بندہ'' کہلانے کا حقدار نہیں۔ چچا، تایا، خالہ، ماموں اور پھوپھی کی لڑکیوں، چچی، تائی، مُمانی، اپنی بھابھی، نامَحرم پڑوسنوں اور دیگر نامحرم عورتوں کو جو قصداً دیکھے، ان سے میل جول رکھے، ان سے بے تکلُّف بنے، مَخلوط تفریح گاہوں میں آئے جائے، فلمیں ڈرامے دیکھے، گانے باجے سُنے، فُحش کلامی یا گالم گلوچ کرے وہ بے حیاء ہی نہیں، بے حیاء لوگوں کا بھی سردار ہے۔ اگرچہ وہ حافِظ، قاری، قائم اللّیل وصائم الدّھر یعنی رات بھر عبادَت کرنے والا اور سارا سال روزہ رکھنے والا ہو۔ اس کے اعمال اپنی جگہ پر مگران کے ساتھ بے حیائی کے کاموں کے اِرتِکاب نے اس کی صِفَتِ حیاء اور نیک ہونے کی خَصلت کو سَلب کرلیا اور آج کل اس کے نظّارے بھی عام ہیں۔ اچھے خاصے مذہبی حُلیہ میں بھی نظر آنے والے بے شمار افراد اس مرض میں مبتَلا ہیں۔ یعنی چہرے داڑھی، سر پر زُلفیں اور عمامہ شریف، سنّت کے مطابق لباس بلکہ بعض تو اچھے خاصے دِین کے مبلِّغ ہونے کے باوُجود، حیاء کے مُعاملے میں سراسر محروم ہوتے ہیں۔ دیور و بھابھی کے پردے کے مُعاملے میں قطعاً لاپرواہی برَت کر جہنم کے حقدار ٹھہرتے ہیں ایسے ''نیک نُما'' افراد کو کوئی دَرد بھرا دِل رکھنے والا سمجھائے بھی تو ایک کان سے سُن کر دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں۔ جب ان کی بے تکلُّف دوستوں کے ساتھ گپ شپ کی منڈلیاں لگتیں اور محفلیں جمتی ہیں تو ان میں بلاوجہ شادیوں اور اخلاق سے گری ہوئی شہوت افزا باتوں کی بھرمار ہوتی ہے، تیری شادی، میری شادی، فُلاں کی شادی وغیرہ ان غیر مقدّس محفلوں کے عام مَوضوعات ہوتے ہیں اور پھر اشاروں کنایوں میں ایسی باتیں کرکے لُطف اُٹھایا جاتا ہے کہ کوئی باحَیاء ہو تو شَرم (شَر۔م) سے پانی پانی ہوجائے۔

نفلی عبادت سے افضل عمل

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ان لوگوں کی کتنی بڑی بدنصیبی ومحرومی ہے کہ نفلی عبادتیں وریاضتیں کریں، فرائض کے علاوہ نفلی نمازیں پڑھیں، نفلی روزے رکھیں مگر گانوں باجوں، فلموں ڈراموں، غیر عورتوں کو تاکنے جھانکنے اور اَمرد وں (یعنی بے ریش خوبصورت لڑکوں) پر بُری نظر ڈالنے جیسے بے حیائی کے کاموں سے باز نہ آئیں۔ یادرکھئے! ہزاروں سال کی نفلی نمازوں، نفلی روزوں کروڑوں، اربوں روپیوں کی نفلی خیراتوں، بہت سارے نفلی حج اور عمرے کی سعادتوں کے بجائے صرف ایک گناہِ صغیرہ سے اپنے آپ کو بچالینا افضل ہے۔ کیونکہ کروڑوں نفلی کاموں کے ترک پر قیامت میں کوئی پوچھ گچھ نہیں جبکہ گناہِ صغیرہ سے بچنا بھی واجب اور اس کے اِرتکاب پر بروزِ قیامت مُواخذہ اور سزا کا اِستحقاق (اِس۔تح۔قاق) ہے۔

سب سے بُرا

بُری صحبت اور گندے ماحول کے دِلدادہ بعض نادان لوگ معاذَ اللہ عزوجل گھر کی پوشیدہ باتیں نیز اَزدواجی خُفیہ مُعاملات بھی اپنے بے حیا دوستوں کے سامنے بیان کر ڈالتے ہیں! ایک حدیثِ پاک سُنئے اور عبرت سے سر دُھنئے۔ حضرتِ سیِّدُ نا ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، پیکرِ شرم وحیاء، مکی مَدَنی آقا، میٹھے میٹھے مصطفٰے، محبوبِ کبریا عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ''بے شک اللہ تعالٰی کے نزدیک بروزِ قیامت مَرتبے کے اعتبار سے سب سے بُرا شخص وہ ہے جو اپنی بیوی کے پاس آئے اور بیوی اِس کے پاس آئے پھر وہ اپنی بیوی کے راز کو (لوگوں میں) ظاہر کر دے۔'' (مُسلِم شریف)

حیاء کرنے کا حق

حضرتِ سیدنا عبداللہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے مَروی ہے کہ حُضورِ اکرم، نورِ مجسّم، شاہِ بنی آدم، رسولِ مُحتَشَم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا، ''اللہ عزوجل سے حیاء کرو جیسا حیاء کرنے کا حق ہے۔'' سیِّدُ نا عبداللہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا، ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عزوجل ہم اللہ عزوجل سے حیاء کرتے ہیں اور سب تعریفیں اللہ عزوجل کیلئے ہیں۔'' ارشاد فرمایا، ''یہ نہیں، بلکہ اللہ عزوجل سے کماحقُّہٗ حیاء کرنے کا معنٰی یہ ہیں کہ سر اور سر میں جتنے اعضاء ہیں ان کی اور پیٹ کی اور پیٹ جن جن اَعضاء کو گھیرے ہے اُن کی حفاظت کرے اور موت اور مرنے کے بعد گلنے سڑنے کو یاد کرے اور آخرت کو چاہنے والا دُنیا کی زَیب وزِینت چھوڑ دیتا ہے تو جس نے ایسا کیا اُس نے اللہ عزوجل سے شرمانے کا حق ادا کر دیا۔'' (مُسنَد امام احمد)

معلوم ہوا، جسم کے تمام اعضاء کو معاصی سے بچانے والا، موت کو یاد کرنے والا، آخرت کو پسند کرتے ہوئے دُنیا کی زَیب وزِینت کو ترک کر دینے والا حقیقت میں باحیاء ہے۔

سَر کی حیاء

سَر کو بُرائیوں سے بچانا یہ ہے کہ بُرے خیالات، گندی سوچ اور کسی مسلمان کے بارے میں بدگمانی وغیرہ سے اِحتراز (پرہیز) کیا جائے اور سر کے اَعضاء جیسے ہونٹ، زبان، کان اور آنکھوں وغیرہ کے ذَرِیعے بھی گناہ نہ کیے جائیں۔

زبان کی حیاء

زَبان کو گُناہوں سے بچاتے ہوئے بدزَبانی اور بے حیائی کی باتوں سے ہر وَقت پرہیز کرنا چاہئے اور یاد رکھئے! اپنے بھائی کو گالی دینا گناہ ہے اور بے حیائی کی باتیں کرنے والے بدنصیب پر جنّت حرام ہے۔ چُنانچہ

جنّت حرام ھے

حُضور تاجدارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحِبِ مُعطّر پسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اُس شخص پر جنّت حرام ہے جو فُحش گوئی (یعنی بے حیائی کی بات) سے کام لیتا ہے۔ (اتحاف السادة المتقين)

جھنّمی بھی بیزار

مدینہ کے تاجدار، شہنشاہِ ابرار، جنابِ احمدِ مختار صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے، چار طرح کے جہنمی کہ جو کھولتے پانی اور آگ کے مابین بھاگتے پھرتے ویل وثبور (ہلاکت) مانگتے ہونگے۔ ان میں سے ایک شخص کہ اس کے مُنہ سے پیپ اور خون بہتے ہونگے۔ جہنمی کہیں گے، "اس بدبخت کو کیا ہوا ہماری تکلیف میں اضافہ کئے دیتا ہے؟" کہا جائے گا "یہ بدبخت وخبیث بُری بات کی طرف متوجہ ہو کر اس سے لذت اُٹھاتا تھا جیسا کہ جماع کی باتوں سے۔" (اتحاف السادة المتقين)

سیّدُنا شعیب بن ابی سعید رضی اللہ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں، "جو بے حیائی کی باتوں سے لذت اُٹھائے بروزِ قیامت اس کے مُنہ سے پیپ اور خون جاری ہونگے۔" (ایضاً ص ۱۸۸)

کُتّے کی شکل میں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! شہوت کی تسکین کی خاطر تیری شادی، میری شادی کہتے ہوئے بے شرمی کی باتیں کرنے والے ڈِراموں کے شائقین، وی۔ سی۔ آر، پر فحش فلمیں دیکھنے والے، سینما گھروں میں جانے والے، فلمی گانے گنگنانے والے بیان کردہ حدیثِ پاک سے درسِ عبرت حاصل کریں۔ یاد رکھئے! حضرتِ سیّدُنا ابراہیم بن مُیَسَّر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "فُحش کلامی (یعنی بے حیائی کی باتیں) کرنے والا قیامت کے دِن کُتے کی شکل میں یا کُتّے کے پیٹ میں آئے گا۔" (اتحاف السادة المتقين)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! انسان اکثر اوقات مُعزّزِین کے سامنے بے حیائی کی باتیں کرتے ہوئے شرماتا ہے، لیکن افسوس! صد کروڑ افسوس! اُلٹی سیدھی باتیں کرتے وقت یہ اِحساس نہیں رہتا کہ مُعزّز ترین ربُّ العٰلمین جلّ جلالہٗ

سب کچھ سُن رہا ہے۔چنانچہ

اللہ عزوجل تمام باتیں سُنتا ھے

حضرتِ بِشر حافی رحمۃ اللہ علیہ نہایت کم گفتگو کرتے اور اپنے دوستوں کو فرماتے، ''تم غور کرو کہ اپنے اعمال ناموں میں کیا لکھوا رہے ہو! تمہارے نامۂ اعمال تمہارے ربّ عزوجل کے سامنے پیش ہونگے۔تو جو شخص قبیح (یعنی فحش) گفتگو کرتا ہے اُس پر حیف (یعنی افسوس) ہے، اگر اپنے دوست کو کچھ لکھواتے ہوئے کبھی اُس میں بُرے الفاظ لکھواؤ تو یہ اُس کے ساتھ تمہاری بے حیائی تصوُّر ہوگی پھر اللہ عزوجل کے معاملے میں تمہارا کیا برتاؤ ہے؟'' (تَنبِیہ المُغتَرِین)

ایمان کے دو شعبے

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے، **الحیاءُ والعیّ شعبتان من الایمانِ والبذاءُ والبیانُ شعبتانِ من النفَاق** (ترمذی شریف) **ترجمہ**: حیاء اور کم گوئی ایمان کے دو شعبے ہیں اور فُحش بکنا اور زبان طرّار (تیز) ہونا نِفاق کے دو شعبے ہیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! پہلے کی عورتیں تو اس قدر حیاء دار ہوتی تھیں کہ اپنے شوہر کا نام لیتے ہوئے جھجھکتی تھیں اور مُنّے کے ابّو وغیرہ کہتی تھیں۔مگر اب تو بلا تکلُّف ''میرے شوہر'' میرے ہزبینڈ'' (Husband) کہتی ہیں اور مرد بھی میرے بچّوں کی امّی وغیرہ کہنے کی بجائے ''میری بیوی'' ''میری وائف'' کہتے ہیں، اپنے بچّوں کے ماموں کا تعارُف کروانے کا کافی شوق دیکھا گیا ہے۔اگرچہ وہ کزن ہو تب بھی بلا ضرورت صِرف سالا کہہ کر تعارف کروائیں گے۔غالباً نفس کیلئے ایسا کیا جاتا ہوگا۔کوشش فرمایئے کہ مُہذّب الفاظ زبان پر لائیں، ہاں، ضرورتاً بیوی یا شوہر وغیرہ کا رِشتہ بتانے میں حرج بھی نہیں۔

آنکھوں کی حیاء

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سَر کے اَعضاء میں سے آنکھیں بھی شامل ہیں، ان کو بھی بدنِگاہی اور جن چیزوں کی طرف نظر کرنا شرعاً ناجائز ہے، ان سے بچانا اَشد ضروری و تقاضائے حیاء ہے۔حضرتِ سیِّدُنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ''میں مروں پھر زندہ ہوں تب بھی میرے نزدیک یہ اس سے بہتر ہے کہ میں کسی کے سِتر (یعنی شرمگاہ) کو دیکھوں یا کوئی میرے سِتر کو دیکھے۔'' (تَنبِیہُ الغافِلین)

فاسق کون؟

کسی دانا سے پوچھا گیا کہ فاسق کون ہے؟ فرمایا، ''فاسق وہ ہے جو اپنی نظر لوگوں کے دروازوں اور ان کے سِتروں (پردے کی جگہوں) سے نہ بچائے۔'' (تَنبِیہُ الغافِلِین)

ملعون ہے

حضرتِ سیِّدُنا مولیٰ مشکل کُشا علیُّ المرتضیٰ شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہ تعالیٰ وَجْہَہُ الکریم سے منقول ہے، ''اللّٰہ تبارک وَتعالیٰ (بلا اجازتِ شرعی) کسی کا سِتر (یعنی پردے کی جگہ) دیکھنے والے اور کسی کو سِتر دکھانے والے پر لعنت بھیجتا ہے۔'' (تَنبِیہُ الغافِلِین)

نیکر پہن کر کھیلنے والے، جہاں گھٹنے اور رانیں کھلی رکھ کر ورزش کی جاتی ہے ایسے باڈی بلڈنگ کلب میں جانے والے رانیں کھول کر کُشتی اور کبڈّی وغیرہ کھیل کھیلنے والے، سوئمنگ پُول اور ساحلِ سمندر پر (نیکر، چڈّی، نیم عُریاں لباس) پہن کر نہانے والے اور ان کی بے سِتری کو دیکھنے والے اس روایت سے خوب عبرت حاصل کریں اور فوراً توبہ کر کے ان بے پردگیوں اور بدنگاہیوں سے باز آجائیں سوئمنگ پُول، ساحلِ سمندر اور نہر پر نہانے میں پاجامے پر موٹے کپڑے کا تہبند یا کوئی سارنگین موٹا کپڑا ناف سے لیکر گھٹنوں سمیت بدن پر لپٹا ہوا ہو تو بے سِتری سے بچت ہو سکتی ہے۔

پردے کا اہتمام

حضرتِ سیِّدُنا عطاء رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ اللہ کے حبیب عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو میدان میں بے پردہ نہاتے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اللہ عزوجل کی حمد وثناء کے بعد فرمایا، ''بے شک اللّٰہ تعالیٰ حیاء اور پردے کو پسند فرماتا ہے تو جب تم میں سے کوئی غُسل کرے تو اسے چاہئے کہ لوگوں سے چھپ جائے۔'' (سُنَن اَبی داؤد)

حَمّام عام

حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ''حمام میں داخل ہونا دُرست نہیں مگر دو چادروں کے ساتھ ایک چادر سِتر چھپانے کے لئے اور ایک چادر آنکھوں کیلئے یعنی اپنی آنکھ کو لوگوں کے سِتروں سے بچائے۔'' (تَنبِیہُ الغافِلِین)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اُس دَور میں بڑے بڑے حَمّام ہوا کرتے تھے جن میں اُجرت دیکر ایک ہی وقت میں بلا امتیازِ مذہب کئی لوگ اکٹھے نہایا کرتے تھے، اسی وجہ سے غالباً یہ کہاوت مشہور ہوئی، ''ایک حمام میں سب ننگے'' اسی لئے حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو تاکید فرمائی کہ جب حمام میں جائیں تو نہ کسی کا سِتر دیکھیں نہ اپنا سِتر (پردے کی جگہ) دِکھائیں۔

بدنگاھی سے حافظہ کمزور ھوتا ھے

حضرتِ علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکشف والبیانُ فیما یتعلق بالنسیان" کے ص ۲۷ تا ۳۲ پر حافِظہ کمزور کرنے والے جو اسباب تحریر فرمائے ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ اپنا اور غیر کا سِتر دیکھنے سے تنگدستی آتی اور حافِظہ کمزور ہوتا ہے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب اپنی شرم گاہ کو دیکھنے سے بھی حافِظہ کی کمزوری اور تنگدستی کا وبال آتا ہے تو پھر بدنگاہی کرنے اور فلمیں دیکھنے کے دنیوی اور اُخروی نقصانات کا تو پوچھنا ہی کیا !

قضائے حاجت کے وقت کی ایک سُنّت

حضرتِ سیدنا اَنس بن مالِک رضی اللہ عنہ سے مَروی ہے کہ "نبیِّ اکرم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو اُس وقت تک مبارک کپڑا اُوپر نہ اٹھاتے جب تک کہ زمین سے قریب نہ ہوجاتے۔" (ترمذی شریف)

اَلغرض ہر کام میں حَیاء کا اہتمام کرنا ہے۔

زانی آنکھ

حضرتِ سیِّدُنا ابُو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی مکّی مَدَنی عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "آنکھوں کا زِنا بدنگاہی ہے۔" (صحیح البُخاری)

آنکھوں میں آگ بھر دی جائے گی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! خدا کی قسم! بدنگاہی کا عذاب برداشت نہیں ہوسکے گا، مُکاشفۃ القلوب میں ہے، "جو شخص اپنی آنکھ کو حرام سے پُر کرتا ہے اللہ تعالیٰ بروزِ قیامت اس کی آنکھ میں جہنم کی آگ بھر دے گا۔" (مکاشفۃُ القلوب)

آگ کی سَلائی

عورت کے مَحاسن (یعنی خوبیاں مَثلاً اُبھار وغیرہ) کو دیکھنا ابلیس کے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے۔ جس نے نامحرم سے آنکھ کی حفاظت نہ کی بروزِ قیامت اُس کی آنکھ میں جہنم کی سَلائی پھیری جائے گی۔ (بَحرُ الدُّموع لابن جوزی مترجم ص ۲۰۲)

جہنّم کا سامان

افسوس! صد ہزار افسوس! ایک طرف گلیوں، بازاروں اور تقریبات میں مرد و عورت کا اختِلاط، بدنگاہیوں، بے تکلفیاں ہیں تو دوسری طرف گویا گھر گھر میں سینما گھر کُھل گیا ہے مسلمانوں کی اکثریت ٹی۔وی وغیرہ کے ذَرِیعے بدنگاہی میں مُبتَلاء ہے۔ یاد رکھئے! ٹی۔وی پر صِرف خبریں دیکھنے والا بھی بدنگاہی سے نہیں بچ سکتا کیونکہ اکثر عورت ہی خبریں سُناتی ہے، پھر طرح طرح کی عورتوں کی تصاویر بھی دکھائی جاتی ہونگی۔ یاد رکھئے! بلا اجازتِ شَرعی نہ مرد عورت کو دیکھ سکتا ہے نہ عورت مرد کو دیکھ سکتی ہے۔

اے کاش! ہم سب کو آنکھوں کا قُفلِ مدینہ نصیب ہو جاتا! پارہ اٹھارہ سورۂ نور آیت نمبر ۳۰، اور ۳۱ میں ارشادِ الٰہی ہے،

قل للمؤمنینَ یغضوامِن ابصارھم ویحفظوا فرو جھم ؕ ذلک ازکٰی لھم ؕ ان اللہ خبیر بما یصنعونَ ؕ وقل للمؤمنٰتِ یغضضن مِن ابصارھن و یحفظن فرو جھن ولا یبدینَ زینتھن الا ما ظھر منھا

میرے آقائے اعلیٰحضرت، ولیٔ نعمت، امامِ اہلسنّت ، عظیمُ البرکت، عظیمُ المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدّد دین و ملّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بِدعت، ماحیٔ بِدعت، عالمِ شریعت ، پیر طریقت، باعث خیر وبرکت، حضرت علامہ مولٰینا الحاج الحافظ القاری الشاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رَحمۃ الرّحمٰن اپنے شُہرۂ آفاق ترجمۂ قرآن **ترجمۂ کنزالایمان** میں اِس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں،

''مسلمان مردوں کو حُکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کیلئے بہت سُتھرا ہے، بے شک اللہ (عزوجل) کو اُن کے کاموں کی خبر ہے۔ اور مسلمان عورتوں کو حُکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے۔''

گندی ذہنیت کے اسباب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو ! میرے مَدَنی آقا، میٹھے میٹھے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم شرم وحیا کے باعث اکثر نیچی نگاہیں رکھا کرتے تھے اور آہ! ہم میں سے تقریباً کوئی بے دھڑک نگاہیں اُٹھائے چاروں طرف دیکھتا ہے اور اس بات کی کچھ پرواہ نہیں کرتا کہ نگاہ نامَحرم عورت پر پڑ رہی ہے یا اَمرَد پر۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ ہمارے مُعاشَرے کا اکثر حصّہ حیاء سے محروم ہے! تقریباً ہر گھر میں ٹی۔وی پر فلموں ڈراموں کے باعث بے پردگی اور بے حیائی کا ماحول ہے۔ دُنیوی رسائل، ڈائجسٹس اور ناولیں پڑھ پڑھ کر، اخبارات میں دُنیا بھر کی گندی گندی خبریں اور مُخرب اخلاق مضامین کا مُطالعہ کر کر کے اور سڑکوں پر لگے ہوئے سائن بورڈز اور اخبارات کی بے حیائی سے بھرپور تصاویر دیکھ دیکھ کر ذِہنیت خراب سے خراب تر ہوتی جارہی ہے شاید انہیں وُجوہات کی بناء پر اب ماموں زاد، خالہ زاد، چچازاد، پھوپھی زاد، چچی، تائی مُمانی نیز پڑوسنوں سے پردے کا ذِہن نہیں رہا۔ گھروں میں دیور بھابھی کا معاملہ بھی بالکل بے تکلفانہ ہے، دیور بھابھی کے پردہ کا اب تصوُّر ہی کہاں ہے؟ حالانکہ حدیث شریف میں اس یک بارے میں بہت سخت حُکم ہے۔ چُنانچہ

دیور موت ہے

حضرتِ سیِّدُنا عُقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے محبوب ، دانائے غیوب ، مُنَزَّہٌ عَنِ العیوب عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ''عورتوں کے پاس آنے سے بچو۔'' تو ایک انصاری نے عرض کیا ''دیور کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟'' فرمایا، ''دیور موت ہے۔'' (ترمذی)

نا محرمات سے کترائیے

معلوم ہوا دیور و جیٹھ اور بھابھی میں پردے کا عام لوگوں کے مقابلے میں زیادہ سخت حکم ہے، اگر آپس میں ہنسنے بولنے اور بے پردگی کا سلسلہ رکھنے سے جہاں بدنگاہی وغیرہ کا گناہ ہوتا رہے گا وہاں ''بڑے گناہ'' کا خطرہ بھی بڑھتا چلا جائے گا۔ بلکہ کبھی کبھی ہو بھی جاتا ہے! آہ! اگر دیور بے چارہ مَدَنی ماحول والا ہو اور بھابھی سے کترائے، شرمائے تو اس کا مذاق اُڑاتے ہیں، دیور کو چاہئے کہ لاکھ مذاق اُڑے مگر پرواہ نہ کرے، پردہ کی ترکیب جاری رکھے ورنہ آخرت کی ندامت بہت بھاری پڑ جائے گی۔ اگر آپ نے بھابھی کو دیکھا اور معاذَ اللہ آخرت میں آنکھ میں آگ بھر دی گئی تو پھر لاکھ سر پچھاڑیں مگر کچھ نہیں بنے گا۔ ہاں، آپ کی اگر گھر میں سُنی نہیں جاتی تو گھر چھوڑ کر بھاگنے کی ضرورت نہیں۔ گھر میں لڑ جھگڑ کر ٹینشن بھی مت کھڑا کیجئے۔ آپ خود آنکھوں پر قفلِ مدینہ لگاتے رہئے، اپنی نگاہوں کی حفاظت کیجئے۔ گھر میں بھابھی ہے یا چچا زاد بہنیں وغیرہ یا چچی، تائی یا مُمانی اور جن جن سے شریعت نے پردے کا حکم دیا ہے ایسی نامحرم عورتیں آتی ہیں تو آپ ان کے سامنے نہ جائیں، کبھی پھنس جائیں تو نگاہیں نہ اُٹھائیں۔ ان کے جسم کو تو کیا ان کے کپڑوں کو بھی نہ دیکھیں۔ اگر کبھی بات کرنے کی نوبت آجائے تو ان کی طرف نہ دیکھیں بلکہ نگاہیں دوسری طرف رکھیں۔ بے شک آپ کا مذاق اُڑاتا رہے، دُنیا میں اگر آپ اس طرح مظلومیت کی زندگی گزاریں گے تو آخرت میں اِنْ شَاءَ اللّٰہ عزوجل سُرخروئی پائیں گے۔ جب اس طرح کی رشتہ دار عورتوں کی طرف دیکھنے کو جی چاہے تو اپنے آپ کو اس عذاب سے ڈرائیں جیسا کہ صاحب ھدایہ شریف نے نقل کیا ہے، **''جو شخص کسی اَجنبیہ کے محاسن (یعنی خوبیاں مثلاً حُسن و جمال ، اُبھار وغیرہ) کو دیکھے گا اُس کی آنکھوں میں سیسہ پگھال کر ڈالا جائے گا۔''** (الھدایۃ)

کانوں کی حیاء

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کانوں کے مُعاملے میں بھی حیاء اختیار فرمایئے، مُوسیقی، گانے باجے، غیبت، چُغلی، فُحش و بے ہودہ گفتگو اور کسی کے عیب ہرگز ہرگز نہ سنئے۔

ناجائز سننے کے مختلف عذاب

منقول ہے، ''ان آوازوں (جن کا سننا حرام ہے) پر جو کان لگائے گا، قیامت کے دن اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ بھرا جائے گا۔'' (مقدمہ کفُّ الرَّعاع) ایک حدیثِ پاک میں ہے جو چوری چھپے لوگوں کی باتیں سنتا ہے حالانکہ وہ اسے (یعنی اُس کے سننے کو) ناپسند کرتے ہیں تو بروزِ قیامت اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ اُنڈیلا جائے گا۔ (صحیحُ البُخاری)

''شرحُ الصّدور'' میں ایک طویل حدیث میں یہ بھی ہے، ''پھر میں نے کچھ ایسے لوگ دیکھے جن کی آنکھیں اور کان کیلوں سے ٹھکے ہوئے تھے۔ دریافت کرنے پر بتایا گیا، یہ لوگ ہیں جو وہ دیکھتے ہیں جو آپ نہیں دیکھتے اور وہ سنتے ہیں جو آپ نہیں سنتے۔ (یعنی ناجائز دیکھتے اور سنتے ہیں) (شرحُ الصّدور)

لباسِ حیاء

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں تقویٰ اختیار کرتے ہوئے باطنی طور پر بھی خود کو پاک رکھنا ہے اور سَتْر پوش لباس پہن کر ظاہری طور پر بھی بے حیائی سے باز رہنا ہے۔ اللہ تعالیٰ پارہ ۸ سورۃُ الْاَعراف آیت ۲۶ میں ارشاد فرماتا ہے،

يٰبَنِىْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِىْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ؕ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝ (پ ۸، الاعراف ۲۶)

میرے آقائے اعلیٰحضرت، ولیٔ نعمت، امامِ اہلسنّت، عظیمُ البَرَکت، عظیمُ المرتبت، پروانۂ شمعِ رسالت، مُجدّدِ دین و ملّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بدعت، عالمِ شریعت، پیرِ طریقت، باعثِ خیر وبرکت، حضرت علّامہ مولٰینا الحاج الحافظ القاری الشّاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرّحمٰن اپنے شُہرۂ آفاق ترجمۂ قرآن **ترجمۂ کنزالایمان** میں اِس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں،

''اے آدم (علیہ السلام) کی اولاد! بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک لباس وہ اُتارا کہ تمہاری شرم کی چیزیں چھپائے اور ایک وہ کہ تمہاری آرائش ہو اور پرہیزگاری کا لباس وہ سب سے بھلا، یہ اللہ (عزوجل) کی نشانیوں میں سے ہے کہ کہیں وہ نصیحت مانیں۔'' (لباسِ تقویٰ سے مُراد ایمان، حیاء، نیک عادتیں اور نیک اعمال ہیں۔)

افسوس کہ اب لباسِ تقویٰ کا باطنی لباس بھی پارہ پارہ ہوا اور ظاہری لباس بھی سنّت کے مطابق نہ رہا۔ دِل ونگاہ کی قبائے شرم وحیاء بھی تار تار ہوئی تو لباسِ سَتر بھی بے حیائی کے رَخنوں سے محفوظ نہ رہ سکا۔ سَتْر پوش، مہذّب اور خوش وضع لباس کی جگہ اُلٹی سیدھی تراش خراش کے بے ڈھنگے (کارٹونک) ملبوسات نے لے لی۔ پہننے میں سردی گرمی کی کوئی خاص مناسبت، نہ سنّت وحیاء داری

کالحاظ۔ بس لباسِ تنگ میں بمشکل بند ہیں۔ پردے میں بے پردگی اور ستر میں بے ستری ہے۔

پردے میں پردہ کے مختلف طریقے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں چاہئے کہ مہذّب انداز پر بیٹھیں۔ بعض لوگ اوّل تو کپڑے چُست پہنتے ہیں پھر دونوں گھٹنے کھڑے کرکے انہیں دائیں بائیں پھیلا دیتے ہیں اس طرح معاذَ اللہ بہت گندا منظر ہوتا ہے، ایسے حیا سوز موقع پر موجود باحیا لوگ آزمائش میں پڑ جاتے ہیں۔ مَدَنی مشورہ ہے اور یہ مَدَنی انعامات میں سے ایک مَدَنی انعام بھی کہ جب بھی سوئیں یا بیٹھیں تو "پردے میں پردہ" کر لیا کریں۔ چُنانچہ جو سنّتوں بھرا لباس پہنتے ہوں اور ان کی خدمت میں بھی عرض ہے کہ بیٹھنے سے قبل کھڑے کھڑے چادر کے دونوں سرے پکڑ کر ناف سے لیکر قدموں تک پھیلا دیں اب بیٹھ جائیں اور چادر کا کچھ حصہ قدموں تلے دبالیں۔ جب اُٹھنا چاہیں تو اسی طرح دونوں ہاتھوں سے چادر تھامے ہوئے کھڑے ہوں۔ اگر چادر نہ ہو تو اُٹھتے بیٹھے وقت کرتے کا دامن اچھی طرح پھیلا لیا کریں۔ ورنہ اُٹھنے بیٹھنے کے دَوران اکثر سخت گندا منظر ہوتا ہے۔ ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ کھڑے کھڑے کرتے کا دامن دُرست کرکے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھ کر ابتداءً دو زانو بیٹھئے اور اُٹھتے وقت بھی دو زانو ہو کر نماز کے انداز پر اُٹھئے اِنْ شَآءَ اللہ عزوجل اُٹھتے بیٹھتے وقت بے پردگی نہیں ہوگی۔ اوپر اَوڑھی ہوئی چادر اگر سوتے میں اُتر جاتی ہو یا جو اُلٹ پلٹ ہوتے رہتے ہوں ان کی خدمت میں مَدَنی مشورہ ہے کہ پاجامہ کے اوپر تہبند پہن لیں یا کوئی چادر لپیٹ لیں اور اُوپر سے بھی ایک چادر اَوڑھ لیا کریں۔ بہتر یہ ہے کہ تہبند کی ایک طرف بیچ میں اس طرح سلائی کرلیں کہ دونوں کونوں میں صرف پاؤں داخل کرنے کے شگاف باقی رہ جائیں۔ سوتے وقت اس تہبند کو پہن لیجئے اِنْ شَآءَ اللّٰہ عزوجل اطمینان بخش "**پردے میں پردہ**" ہوجائے گا۔

تنہائی میں حیاء

سرکارِ نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سراپا عظمت میں عرض کیا گیا کہ ہم اپنی شرم گاہوں کی کہاں تک حفاظت کریں؟ ارشاد فرمایا، "زوجہ اور کنیز کے سوا کسی پر ظاہر نہ ہونے دو۔" عرض کیا گیا، "اگر تنہائی میں ہوں تو؟" ارشاد فرمایا، "اللہ عزوجل کا زیادہ حق ہے کہ اُس سے حیا کی جائے۔" (مُلخصا عن ابی داؤد)

کلمۂ کُفر

فُقہائے کرام علیہم رحمۃ السلام فرماتے ہیں، کسی سے کہا گیا، ''اللہ عزوجل سے حیا کر'' اُس نے کہا، ''میں نہیں کرتا'' ایسا کہنا کفر ہے۔ (فتاویٰ تاتار خانیہ)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو ! اکیلے میں بھی بلا ضرورت ننگے ہونے یا سَتر کھلا رکھنے وغیرہ سے بچیں۔ جو لوگ گھر میں پاجامہ پر صِرف بَنْیان پہنتے ہیں ان کو شرم آنی چاہئے کہ چلتے پھرتے وقت اکثر گندا منظر ہوتا ہے، ان کو چاہئے کہ کُرتا بھی پہنے رہیں یا بنیان کے دونوں پہلوؤں میں حسبِ ضرورت قمیص کی طرف چاک بنا کر آگے اور پیچھے مناسب مقدار میں کپڑے کا ایک ایک ٹکڑا سلائی کروالیں اس طرح بنیان میں قمیص کا انداز آجائے گا اور اب وہ بنیان پہن کر چلنے پھرنے میں اِنْ شَآءَ اللّٰہ عزوجل بہترین ''پردے میں پردہ'' ہوجائے گا۔ ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ عزوجل ہمیں دیکھ رہا ہے۔ اللہ عزوجل کے دیکھتے ہوئے بے حیائی کی حَرکت پر جرأت بالائے حیرت ہے۔

جو چاہو کرو

سرکارِ عالی وقار، سراپا حیا وار صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فیض بنیاد ہے، ''جب تجھے حیاء نہیں تو تُو جو چاہے کر۔'' (صحیح ابنِ حبّان)

یہ فرمان تہدید و تخویف کے طور پر (یعنی ڈراتے ہوئے اور خوف دلاتے ہوئے) ہے کہ جو چاہے کرو جیسا کروگے ویسا بھروگے۔ بُرا (بے حیائی والا کام) کروگے تو اس کی سزا پاؤگے۔

کسی بُزُرگ (بُ۔زُر۔گ) نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی (جس کا خلاصہ یہ ہے کہ) ''جب گناہ کرتے ہوئے تجھے آسمان و زمین میں سے کسی سے (شرم و حیاء) نہ آئے تو اپنے آپ کو چوپایوں میں شُمار کر۔''

حضرتِ سیِّدُنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے، ''حیاء کی غایت (یعنی انتہا) یہ ہے کہ اپنے آپ سے بھی حیاء کرے۔'' (تنبیہُ الغافلین)

باحیاء ، با اَدب ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو ! حیاء اور ادب کا آپس میں گہرا تعلُّق ہے، باحیا ہمیشہ بااَدب بھی ہوتا ہے، ایک زمانہ تھا کہ ہر مسلمان ایک دوسرے کی عزّت وحُرمت کا پاسدار، حسنِ اَخلاق کا آئینہ دار، بااَدب وحیاء دار اور سنّتِ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی چلتی پھرتی یادگار ہوا کرتا۔ فرزند ودُختر اپنے مادر وپدر سے اور شاگرد ومرید اپنے استاد وپیر سے آنکھ ملانا تو کُجا، پیش رُو ہونے سے لجاتے، دمِ گفتگو آنکھیں جھکاتے، آواز دباتے اور جو حکم ہوتا بجالاتے۔ عدمِ موجودگی میں بھی ادب ملحوظِ خاطر رہتا اور بڑوں کو نام سے نہیں القاب سے یاد کرتے۔ الغرض (اَل۔غَ۔رَض) ہر آن وہر گام مرتبہ ومقام کا لحاظ و پاس اور بڑے چھوٹے کی تمیز برقرار رکھتے۔ مگر افسوس کہ اب ہم میں تقریباً ہر مَرد وزَن، دُختر وفرزندان مَدَنی اُصولوں سے نابلد، اَخلاق وآداب سے آشنا، قوانینِ شَرِیعت سے ناواقف، بے زِمام ولگام، خانگی اور مُعاشَرتی نِظام کی تباہی و بربادی میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر بے حیائی اور بداَخلاقی کا مظاہَرہ کررہا ہے۔

بیٹا باپ سے آنکھوں میں آنکھیں نہیں گریبان میں ہاتھ ڈال کر بات کررہا ہے۔ بیٹی ماں کا ہاتھ اگرچہ نہیں بٹاتی مگر ماں پر ہاتھ ضَرور اُٹھاتی ہے۔ چھوٹے ہیں کہ خَلیق نہیں، بڑے ہیں کہ شفیق نہیں اور دوست ہیں کہ واقعتاً رفیق نہیں، بیٹا رحیم نہیں تو باپ حلیم نہیں، بیٹی تُرش رُو تو ماں تَلخ گو ہے۔ شاگرد حیادار نہیں تو استاد نیک کردار نہیں۔ علمِ دین سے محرومی اور مَدَنی ماحول سے دوری کی بنا پر والِدین اولاد کی اسلامی تربیت کررہے ہیں نہ بچے ماں باپ کی خدمت کررہے ہیں۔ اَلغَرَض ہماری بےادبیاں اور بدلحاظیاں ہیں کہ جنہوں نے ہماری گھریلو اور معاشَرتی زندگی کو تہ وبالا کرکے تَلخ وتُرش کرکے رکھ دیا ہے۔ جبکہ ہمارے اَسلاف سنّتوں بھری زندگی گزارنے کے باعث خوش خیال وخوش حال تھے۔ آیئے مُلاحَظہ فرمایئے کہ ہمارے اسلاف کے حیاء اور ادب کا کیا عالَم ہوا کرتا تھا۔

حیاء سے سر اُٹھانے کی ہمّت نہ ہوئی

حضرتِ سیِّدُنا امام جعفرِ صادِق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرتِ سیِّدُنا بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا، ''بایزید! طاق سے فُلاں کتاب لے آیئے۔'' عرض کیا، ''حضور! وہ طاق کہاں ہے؟'' حضرتِ سیِّدُنا امام جعفرِ صادِق رضی اللہ عنہ نے مُتَعَجِّب ہوکر فرمایا، ''ایک عرصہ سے یہاں آجارہے ہیں، مگر آپ نے طاق نہیں دیکھا!'' حضرتِ سیِّدُنا بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے ادب سے عرض کیا، ''عالی جاہ! مجھے آپ رضی اللہ عنہ کے حُضُور کبھی سر اُٹھانے کی ہمّت ہی نہیں ہوئی لہٰذا میں نے وہ طاق نہیں دیکھا۔'' (تذکِرۃُ الاولیاء)

بُزُرگوں کی بارگاہ میں حاضری کا اندازہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو ! جس میں جتنی زیادہ حیاء ہوتی ہے اُس میں ادب بھی اتنا ہی زیادہ ہوتا ہے۔ حضرتِ سیِّدُنا بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ جوکہ اپنے وقت کے بہُت بڑے **ولیُّ اللّٰہ** تھے۔ اِکتِساب (اِکْ۔تِ۔ساب) فیض کے لئے حضرتِ سیِّدُنا امام جعفرِ صادِق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عرصہ تک حاضری دیتے رہے مگر جب بھی حاضر ہوئے نگاہیں نیچی کیے سر جھکائے بیٹھے رہتے تھے، اِسی وجہ سے اُنہیں یہ بھی معلوم نہ تھا کہ کمرے میں طاق کہاں ہے! اور ہم لوگ اگر کسی بُزُرگ کے گھر جائیں تو چاروں نظریں گُھما کر گھر کے ایک ایک کونے کا مُعائنہ کرتے ہیں۔ اِس حِکایت سے ہمیں بھی بُزُرگوں کی خدمت میں باادب حاضری کا انداز معلوم ہوگیا۔

با ادب با نصیب بے ادب بے نصیب

آنکھیں پھوٹی ہوئی ہوتیں تو بہتر تھا

ہمارے اسلاف کسی کے گھر میں اِدھر اُدھر دیکھنے کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ چُنانچہ ابنِ اَبی ہُذَیل کا بیان ہے کہ حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ ابنِ عُمر رضی اللہ عنہما اپنے ایک مُصاحِب کے ساتھ کسی شخص کے گھر تشریف لے گئے۔ جب اس کے گھر میں داخل ہوئے تو ان کا مُصاحِب (یعنی رفیق) اِدھر اُدھر دیکھنے لگا تو حضرتِ سیِّدُنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا، ”اگر تیری دونوں آنکھیں پھوٹی ہوئی ہوتیں تو تیرے لئے بہتر تھا۔“ (اَلادبُ المُفرَد)

وہ کونسا دَرَخت ہے؟

ایک موقع پر اللہ کے رسول، رسولِ مقبول، بی بی آمنہ کے مہکتے پھول عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا، ”مومن کی مثال اس دَرَخت کی سی ہے جس کے پتے نہیں گرتے، بتاؤ وہ کونسا دَرَخت ہے؟ حاضرین مُختلف درختوں کے نام عرض کرنے لگے۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بہت ذہین تھے، فرماتے ہیں کہ میرے ذِہن میں آگیا کہ کھجور کا دَرخت ہے لیکن (ادبا) میں نے بتانے سے حیا محسوس کی۔ پھر حاضرین نے عرض کی، یارسول اللہ عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہی ارشاد فرمادیجئے تو حضور پُرنور، شاہِ غیور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کھجور کا دَرَخت ہے۔ (مسلم کتاب) یہ ہے حیا و ادب کی اعلیٰ ترین مثال! جب بھی کسی بُزُرگ کی خدمت میں حاضری ہو تو ذہن یہی ہونا چاہئے کہ اپنی سنائے چلے جانے کے بجائے ان کے ارشادات سنیں گے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو ! باحیاء، مسلمان بننے کیلئے ہر ماہ کم از کم تین دن کیلئے **مَدنی قافلوں** میں سفر کو اپنا معمول بنالیجئے اور اس پر اِستِقامت پانے کیلئے **فکرِ مدینہ** کرتے ہوئے روزانہ **مَدنی اِنعامات** کا کارڈ پُر کرکے ہر ماہ اپنے یہاں کے ذیلی نگران کو جمع کروادیجئے۔